تذکرہ مصنفین دہلی

تصنیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی



المتولد سنہ ۹۵۸ھ والمتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتداء فتح اسلام تا انتہائے الف عاشر

بسعی و اہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرۂ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

اور ان دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے

خاندانی حالات خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ میں اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (۶۹۵ھ ۷۱۶ھ) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[1] اور شاہ صاحب ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[2]۔ اس وقت

ولادت اور تحصیل علم سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے ۹۷۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام اس زمانہ میں فتح پور دارالسلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعرا شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں

شیخ جمال الدین موسیٰ کی بیعت بسر فرمایا ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضہ کے مرید ہوئے اور اسی سال ۳ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[3]

حرمین شریفین کا سفر شاہ صاحب نے ۹۹۶ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا[4]۔ دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

[1] اخبار الاخیار ص ۲۸۳ [2] مآثر الکرام ص ۲۰۱ سبحۃ المرجان ص ۵۲ [3] منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول

[4] زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب ص ۱۳۴ [5] اخبار الاخیار ص ۳ طبقات شاہجہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

سعی و کوشش سے جہاز کا انتظام ہوگیا[1]۔ اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے

شیخ عبدالوہاب متقی اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان دکن کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی کسی وجہ سے ترک وطن کرکے برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہوکر گجرات کھمبایت اور سرندیپ کا سفر کیا۔ سنہ ۹۶۳ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی اور ان کے درس میں شامل ہوکر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے سنہ ۹۷۵ ہجری میں شیخ علی متقی کا انتقال ہوگیا تو اُن کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے[2]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقہ درس میں شریک ہوگئے اور قریبًا ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ سنہ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا[3]

ہندوستان کو واپسی سنہ ۹۹۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا[4]۔ اسی زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہوکر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب اُن کے ہمراہ ہوگئے اور جہاز سے اتر کر بیگم کی معیت میں آگرہ تشریف لائے[5]۔

---

[1] منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول [2] شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقصد ثانی میں اور اخبار الاخیار میں ص۲۵۰ [3] جذب القلوب ص۱۲ [4] اخبار الاخیار ص۲۶۱ [5] منتخب التواریخ ضمیمہ اول

سنہ ۱۰۰۲ھ میں ملک الشعرا شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت کی[1] اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا[2]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت — سنہ ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی ان کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی[3] سنہ ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا[4] تو شاہ صاحب نے گوشہ تنہائی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا[5]

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات — شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودھویں سال سنہ ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کے فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا[6]

وفات — شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولھویں سال سنہ ۱۰۵۲ھ کو بہ مقام دہلی انتقال فرمایا[7]۔ روضۂ خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے۔ معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اس کی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[8]

---

1. منتخب التواریخ ص ۲۴۱
2. منتخب التواریخ ص ۲۱۸
3. طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم
4. خزینۃ الاصفیا۔ جلد اول ص ۶۰۲
5. طبقات شاہ جہانی۔ دیکھو ضمیمہ دوم
6. توزک جہانگیری ص ۲۸۵
7. ماثر الکرام ص ۲۰ سبحۃ المرجان ص ۵۲
8. آثار الصنادید باب سوم ص ۱۲

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث وسیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ سنہ ۹۹۶ھ اور سنہ ۱۰۵۲ھ کے مابین مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب شغل تصنیف وتالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علما وصلحا کے تراجم احوال پر بہت سی مفید وکارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جنکی تعداد ایکسو سے زیادہ ہے منجملہ ان کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم کعبہ نے سنہ ۶۶۰ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب واحوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح وبسط کے ساتھ لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار صفحہ ۲۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے[1] کے بعد سنہ ۹۹۹ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور سنہ ۱۰۰۰ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی۔[2] اس میں ان مشاہیر

[1] اخبار الاخیار دیباچہ صفحہ ۱۲۔ [2] ڈاکٹر ریو نے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم صفحہ ۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا سنہ ۱۰۲۸ھ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ان کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیا سے نکالی ہے۔

صلحا و علما، کے حالات مذکور ہیں جو ابتدائے فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فریدالدین گنجشکر اور اُن کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نورالدین علی بن عفیف الدین عبداللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفاالوفا باخبار دارالمصطفےٰ کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ سنہ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفا رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاء الوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں ان کے حوالے لکھدئے ہیں۔ سنہ ۹۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستان واپس آنے کے بعد سنہ ۱۰۰۱ھ میں بہ مقام دہلی اس کا مبیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اوّل۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضائل و محامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تغیر و ترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضائل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد نبویہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن مابین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضائل روضہ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضائل جبل احد و شہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضائل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوۃ سید المرسلین

زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین

شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ و اساتذہ کے حالات لکھے ہیں جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کیے تھے یہ کتاب سنہ ۹۹۵ھ میں تمام ہوئی، اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول ۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر مجمل از ابتدائے حال و سیر و سلوک ایشان تا وصول بہ مکہ معظمہ و دریافت علما و مشائخین حدیث و انتساب سلاسل مشائخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

باب دوم - در ذکر بعضی از طرق و آداب ایشان و عبادات و ریاضات
باب سوم - در ذکر بعضے از مقالات و حکایات که دال اند بر طرق و آداب و اوضاع ایشان
باب چهارم - در ذکر بعضے از خوارق و کرامات ایشان
باب پنجم - در ذکر بعضے از انتهاے احوال ایشان و ذکر قصهٔ رحلت و آنچه متعلق است بدان -
ضمیمه - رسالهٔ تبیین الطرق که اول مصنفات ایشان است

مقصد ثانی - در احوال شیخ عبدالوهاب متقی -
باب اول - در ذکر مجملی از ابتداے احوال ایشان و وصول به مکه مکرمه و دریافت صحبت حضرت شیخ علی متقی -
باب دوم - در ذکر طرق و اوضاع و آداب ایشان در طریق تصوف
باب سوم - در ذکر بعضے از مناقب و کرامات و احوال و مقامات و ریاضات و مجاهدات ایشان که از زمان صغر تا این وقت بظهور رسیده بوجود آمد
باب چهارم - در ذکر بعضے از عجائب و غرائب که در آوان مسافرت و زمان سیاحت دیده بود
باب پنجم - در ذکر تشریف این فقیر به صحبت ایشان و التزام ملازمت ایشان در مدت اقامت آن مقام شریف و حصول اجازت خرقهٔ خلافت علم حدیث و تصوف و ادعیه و احزاب و دیگر عنایات و رجوع بوطن اصلی بامر ایشان

مقصد ثالث - در ذکر بعضے از مشائخ و فقراے آن دیار رحمهم الله علیهم اجمعین -
(۱) شیخ محمد بن عراق صاحب تنزیه الشریعه (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری الشافعی المتوفی سنه ۹۵۲ھ استاد مولانا محمد طاهر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری المتوفی سنه ۹۹۳ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبدالله القادری الحضرموتی - (۶) شیخ ابوبکر ابن سالم الحضرمی (۷) شیخ شهاب الدین احمد بن حجر المکی الهیتمی المتوفی سنه ۹۷۳ھ

(٨) شیخ محمد حضاعی از فقہاے مصر (٩) شیخ احمد ابوالحرم المدنی المتوفی سنہ ۱۰۰۰ھ (١٠) شیخ علی ابن جاراللہ القرشی المخزومی المکی (١١) شیخ محمد الحنفی (١٢) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی ۹۹۹ھ (١٣) شیخ محمد البہنسی (١٤) سید حاتم ابن احمد الدلوی الیمنی المخالی (١٥) سیدی الشیخ الخضری (١٦) شیخ عیسی المعزلی المدنی (١٧) شیخ علی ابن عیسی الحلبی القادری (١٨) مولانا اسمعیل شیروانی نقشبندی (١٩) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (٢٠) مولانا نصراللہ سراری (٢١) مولانا محمد (٢٢) شیخ عبداللہ (٢٣) شیخ رحمت اللہ السندی (٢٤) شیخ مولانا عبداللہ السندی (٢٥) فقیہ محمد نالیتی (٢٦) میاں خدابخش دکنی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معزالدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصرالدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب ۱۰۱۴ھ میں تمام ہوی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول ۔ در ذکر سلاطین دہلی
مقالہ دوم ۔ در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم ۔ در ذکر سلاطین جونپور
مقالہ چہارم ۔ در ذکر سلاطین ملتان
مقالہ پنجم ۔ در ذکر سلاطین گجرات
مقالہ ششم ۔ در ذکر سلاطین دکن۔
مقالہ ہفتم ۔ در ذکر سلاطین مالوہ
مقالہ ہشتم ۔ در ذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے امرا کے دربار سے گذرے ہیں۔ آپکی

فرمائش سے سنہ ۱۰۱۴ھ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نورالحق مشرقی نے ہندوستان کی مختصر تاریخ لکھی اور اُسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں ذکرالملوک کا ترمیم شدہ نسخہ ہے۔ اور اس میں نورالحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانۂ ترتیب کتاب تک تخت گاہ دہلی اور اس کے ہمعصر سلاطین کا تذکرہ اضافہ کر دیا ہے۔

شرح سفر السعادۃ

علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروزآبادی المتوفی سنہ ۸۱۷ھ نے ایک رسالہ سفر السعادۃ کے نام سے لکھا اور اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و عادات و اعمال و اخلاق زکیہ نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کئے لیکن اصحاب ظواہر کی تقلید میں اپنے مدّعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل ہونے کا ادعا کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث منشاء مصنف کے خلاف نہیں ان کو غیر صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور شامل کیا جس میں بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور انھیں موضوع اور باطل ثابت کرنے میں ابن جوزی وغیرہ محدثین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیروان مذاہب مجتہدین کے دلوں میں شبہات و ترددات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لئے شاہ صاحب کو اس کی شرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو۔ خطاء و اشتباہ کے مواضع ظاہر ہو جائیں پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی مبسوط شرح لکھی۔ اس میں توضیح و تشریح کے لئے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کئے۔ اور جن احادیث کو مصنف نے موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت نہج قاطعہ پیش کئے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے اصطلاحات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا تذکرہ۔ روایات ثقہ و غیر ثقہ کی نسبت امور مابہ الامتیاز۔ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کئے۔ دوسرے باب میں ائمہ مذاہب اربعہ کے حالات اور فضائل و خصائص تحریر فرمائے۔

یہ شرح ۲۴ رجادی الاول ۱۰۱۶ھ کو تمام ہوئی (صفحہ ۵) مصنف نے اصل رسالہ کے دو نام رکھے تھے۔ سفر السعادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی شرح کو دو ناموں موسوم کیا۔ ایک طریق الافادہ دوسرا طریق القویم۔

شرح مشکوۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کرکے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ خطیب ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العمری التبریزی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا۔ ثانیاً روایات حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماخذات کا حوالہ لکھ دیا۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہو گئی اور اسے مشکوۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔

لمعات التنقیح (زبان عربی) سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد شاہ صاحب نے اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اس کی بنیاد ڈالی۔ ۱۰۱۹ھ کی ۱۳ ذی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو عربی شرح مکمل ہوئی۔ اور فارسی شرح کا نصف حصہ تکمیل پایا۔ بقیہ نصف اس کے چار سال بعد ۱۰۲۹ھ میں تمام ہوا شاہ صاحب

اشعۃ اللمعات بزبان فارسی نے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی شرح سے بہت زیادہ فوائد نفیسہ و حقایق دقیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان پندرہ جامعان حدیث کے تراجم لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوۃ نے احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری المتوفی ۲۵۶ ہجری

صاحب جامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المتوفی سنہ ۲۶۱ھ ہجری۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی سنہ ۱۷۹ھ صاحب الموطا (۴) الامام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی سنہ ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی سنہ ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی المتوفی سنہ ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی سنہ ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام رزین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی سنہ ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رض المتولد سنہ ۴۷۱ھ المتوفی سنہ ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ ومراتب الفتوۃ ۔شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

مبسوط کی ترتیب وتکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف ومشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۴۰ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

قسم اول - درذکر فضائل وکمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم - درذکر ولادت مبارک ونبوت وہجرت

قسم سوم - درذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض وفات وقوع یافت

قسم چہارم - درذکر حدوث مرض ووفات وتجہیز وتکفین وغیرہ

قسم پنجم - درذکر اولاد طاہرہ وازواج مطہرہ واعمام وعمات واخوات رضاعی وخدام وموالی وکتاب عمال ومؤذنین وغیرہ

تکملہ - دربیان بعضے از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھئے۔

۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	ص ۱۱۳
۲۔ توزک جہانگیری	نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنو	ص ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبدالحمید لاہوری	کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم	ص ۳۴۱
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد و دہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ درذکر علما وصلحا	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	طبع آگرہ سنہ ۱۹۲۰ء	ص ۲۰۰
۸۔ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	ص ۵۲

۹- مظہر آدم ترجمہ سبحۃ المرجان   مولوی محمد شمس الدین احمد   لکھنؤ سنہ ۱۸۶۹ء   صفحہ ۸۰
۱۰- آثار الصنادید   ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم   کانپور سنہ باب سوم   صفحہ ۶۳
۱۱- ابجد العلوم   نواب صدیق حسن خاں قنوجی   بھوپال سنہ ۱۲۹۶ھ   صفحہ ۹۰۰
۱۲- اتحاف النبلا   نواب صدیق حسن خاں قنوجی   بھوپال   صفحہ ۳۰۳
۱۳- حدائق الحنفیہ   مولوی فقیر محمد   لکھنؤ سنہ ۱۸۹۱ء   صفحہ ۴۰۹
۱۴- تذکرہ علمائے ہند   مولوی رحمان علی ریوانی   لکھنؤ سنہ ۱۸۹۴ء   صفحہ ۱۰۹
۱۵- بحر زخار   مولوی وجیہ الدین لکھنوی   خطی
۱۶- محبوب الالباب (فہرست کتب خانہ)   مولوی خدا بخش خاں   حیدرآباد سنہ ۱۳۰۰ھ   صفحہ ۱۵
۱۷- مفتاح التواریخ   طامس ولیم بیل   لکھنؤ سنہ ۱۸۶۰   صفحہ ۲۲۶
۱۸- تاریخ ہندوستان   سر جان ایلیٹ   لندن جلد ششم   صفحہ ۱۷۵
۱۹- اورینٹل بیاگرافیکل ڈکشنری   طامس ولیم بیل   لندن   صفحہ ۲
۲۰- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم - چارلس ریو   جلد اول   صفحہ ۱۴
۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام   جلد اول   صفحہ ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبدالقادر بدایونی در سنہ ۱۰۰۴ھ

شیخ عبدالحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و منبع فضایل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید - و در تصوف رتبہ بلند دارد - و از جملہ تصانیف

او ترجمہ تاریخ مدینہ سکینہ و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر ہند کہ ذکر الاولیا
تاریخ آں ست - از عنفوان شباب در و طلب داشت ۔ و چند گاہی در فتح پور بنا بر
الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود ۔ و فقیر نیز
بتقریب ایشاں شرف خدمتش را دریافتہ پیوستہ از فواید صحبتش محظوظ بودم ۔
و توفیق رفتن کعبہ شریفہ رفیق او شد از دہلی بطریق جذبہ بہیچ چیز مقید
ناشدہ بہ گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جہاز نشستہ
بہ سفر حجاز رفت ۔ با حاجی بیگم از حج باز گشتہ با گرہ آمد
و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم ستم ظریفا
کہ یاراں را برائے گرمی مجلس و ہم زبانی خویش بجاں می خواست ۔ اما پیوستہ
خطے چند مشتمل بر اظہار شوق طلب شیخ حقی از لاہور فرستاد و او از نہایت آزاری کہ
در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت ۔

(۲)

اقتباس از کتاب طبقات شاہجہانی تالیف ملا محمد صادق ہمدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقہ دہم باب اول

در سال نہصد و نود و پنج بطریق جذبہ بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبدالوہاب
متقی کہ خلیفہ اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی اللہ عنہما بودہ صحبت داشت و علم حدیث
تصحیح نمود ۔ و اسناد عالی حاصل کرد ۔ از طریقہ قادریہ و شاذلیہ مجاز شد و بر خصت
شیخ عبدالوہاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود ۔ و بہ دہلی آمد ۔ در سال ہزار و ہشت
حضرت قطب الدین خواجہ محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی ارزانی

دفرمود ومستعدان وخداپرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرهٔ قطبیت جمع آمدند حضرت مخدوم را فراوان محبت واخلاص به حضرت خواجه پیدا شد۔ بعد از اشاره حضرت غوث الثقلین شاه محی الدین جیلانی اخذ طریقه نموده به طریقه نقشبندیه مشغول شد و بعد از چندگاه اجازه ارشاد طریقه نقشبندیه از آنحضرت یافت۔ و بعد از وفات حضرت خواجه حلاوت چاشنی خلوت وعزلت در مذاق حضرت مخدوم غالب آمده ترک آمد ورفت خانه عالمیاں کرد۔ تا امسال که سال هزار وچهل وشش است پائے شکیبائے   ازاں بیچیده بتدریس وتلقین نیازمندان علم وعرفا دهلی بردارند وتمامی اوقات بابرکات به مطالعه ودرس حدیث وتفسیر مصروف است دعام خاص از انفاس متبرکه وے محظوظ ومسرور است وپیوسته به تصنیف کتب دینیه اشتغال دارد۔ ودر علوم عقلی ونقلی تصانیف کرده است وتمام تصانیف وے صغیر وکبیر تا سال مذکور قریب صد باشد۔ ازاں جمله شرح سفر السعادة وشرح مشکات وترجمه مشکات در سیر مدارج النبوت دریں ایام به کلک تحریر سپرده۔

(۳)

اقتباس از تزک جهانگیری

شیخ عبدالحق دهلوی که از اهل فضل وارباب سعادت است دریں ایام دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نموده بود مشتمل بر احوال مشائخ هند بنظر در آمده خیلے زحمت کشیده مدتهاست که در گوشهٔ دهلی بوضع توکل وتجرید بسری بود مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازے کرده رخصت فرمودم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروردگار عالم جل جلالہ و عم نوالہ بفرستادۂ خود و برگزیدۂ درگاہ خود صلی اللہ علیہ
و آلہ و صحبہ و سلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
و لو جئنا بمثلہ مددا و در جائے دیگر میگوید و لو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام و البحر یمدہ من
بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ باید دانست کہ مراد بایں کلمات کہ اگر ہفت دریا سیاہی
شود و درختان ہمہ قلم گردد و ہنوز سپری نشود علوم و معانی است کہ دانائے غیب از کتاب
لاریب بہ بعضے از بندگان خود کہ تلامذہ درس قدس و خوانندگان کتاب مبین اویند
تعلیم و تلقین نمودہ است و جواہر حقائق و اسرار کہ از خزاین جود و موہبت نثار وقت
عارفان ساختہ و کنوز معارف و مواہب کہ از عالم لانہایۃ لہ در بواطن قدس مواطن ایشاں
نہادہ و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشاں جاری گردانیدہ است و الا
آنچہ صفات حق و ہو و ذات مطلق ست منزہ و مقدس است کہ بایں تمثیل و تنظیم
ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نہایت گفتن اثبات تحدید و ثنائے و تقیید تبریۂ تقصیر
و کوتاہی ست چہ جائے ایں مبالغہ کہ تا نظر بہ تقیید و مشعر بہ تحدید ست

آنجا که بینهایتی علم اقدس است　　　تمثیل را به بحر و درختان مجال نیست
هر پایه کمال که در فهم ما رسد　　　در بارگاه عزت باری کمال نیست
این بینهایتی صفت خلق خالق است　　　نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی که از دریائے وحدت جوش زد و نخستین کلماتی که در کتاب لاریب فیہ نوشته آمد علوم و فیوض غیر متناہی الٰہیست که بر روح پر فتوح محمدی که روح کل و عقل اول و موجود ثانی است و مرآت صور تمامه حقائق وجوبی و امکانی و جفر جامع حروف و اسمائے الٰہی و کتابی است فائض و نازل گشت و هر چه در کتاب غیب و شهادت و وحدت و کثرت و ذات و صفات و مکتوب و مسطور و مذکور بود همه در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے دان که ماهیات اشیاء و حقائق موجودات همه امواج آں بحر مواج اند بعضی مثل آنها و جداول و بعضے مثل اسقیه و قرب و برخی مشابه کوزه و اقداح و پاره به مشابه غرفه و قطرات و هر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبه فیضی از آں دریا دارند نخست شاگرد رشید اوستاد ازل اوست که تحصیل علوم غیب استفادۀ معارف لاریب که کلمات الله و کلمات ربی عبارت از ان است تحصیل کرده و تکمیل نموده هم دران عالم مدرّ مجرّد به عود یانیه که بنا کردۀ صانع قدیم ست خلافت عن الله بر مسند تدریس جلوه فرموده بر ارواح انبیا که طلبه علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افاده و افاضه نموده و همه را تعلیم و تربیت فرمود کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین اشارتی به شرح و بیان آں داستان است یعنے پیش از خلق اجساد و اشباه روح من در عالم ارواح به صفت نبوت و انباء و تقدیم و ترتیب ارواح انبیاء متصف بودم و انبیاء و رسل همه حکم امت داشتند و ازینجا که نبی الانبیاء و مهد الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست ؎

خیر الوریٰ امام رسل خواجۀ دو کون　　　او از خدا و هر چه جز او منتهی از و
شاگرد که دو گانۀ جهان اوستاد خلق　　　دریائے علم و مخزن دین کان گفت و گو

حق را بغیر واسطهٔ ذات او وجو   او جان جمله عالم حق جان جان شمار

وصل

بعد از نزول و انتقال از آن عالم حضرات انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که حاضران مجلس علم و شاگردان حوزهٔ درس او بودند و هر یکی کتابی از علم و بابی از دین خوانده تحصیل نموده بود بر مسند افاده نشسته کلمات الله را بر خلق افاده و افاضه فرمودند مقدم ایشان آدم صفی آمد که با وجود نسبت ابوت در درس آن خلف صدق زانوی ادب زده صحاح لغات اسمارا تعلم نموده بود بر مسند خلافت تکیه زده. ساکنان ملا اعلی را تعلیم و تلقین نموده حق استادی بر ایشان ثابت گردانیده مقدوم و مسجود ایشان گشت و غلغله در کشور ملکوت انگندند و تمامه کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دهان نهادند و دست بر دست زدند که این چیست که لعبتی از خاک بسازند و چنین بنوازند و بر پاک زادان عالم ملکوت سرفراز گردانند و ندانستند که این خاک گنجینهٔ اسرار احدی و مستودع جوهر محمدی و اسرارنامهٔ الهی و مجموعه کلمات نامتناهی است و به حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و اتمیت کلمات الله بر تسبیح و اظهار احجیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم بجهت مظهریت اسماء و صفات الهی را نسخه بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات الهی تعالی و تقدس و ملایکه را بطالعهٔ آن علوم و معارف معلوم و منکشف شد که هرگز آن را نخوانده و ندیده بودند و بدین جهت نیز آدم را به ملائکه حق استادی بهم رسید مگر کور دلی و سیه بختی که این آیات نخوانده و در کوجهل و عتو فرو رفته بداغ طرد و لعن موسوم آمد از دیوان سعادت نام این محو شد نعوذ بالله من ذلک بعد از آن چون بحکم ترکیب بشری و مقتضای حکمت الهی خطیهٔ از آدم بوجود آمد بتلقی کلمات انابت و رحمت از پروردگار تعالی و تقدس که فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه به مقامی بالاتر از اجتباد

وهدایت نشست وجامعیت دیگر یافت و بعد از آدم صفی این کلمات از ابراهیم خلیل
رب جلیل ظهور یافت که بعد از اتمام وادای حقوق آن به منصب امامت و مقام خلت
اختصاص یافت واذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما
و بعد از ابراهیم موسی کلیم الله مشرف و مخصوص بکلمات گشت و بے واسطه کلام حق شنید
وکلم الله موسی تکلیما و پس از کلیم عیسی روح الله آمد و مسمی بکلمة الله شد و در مهد سخن کرد و
در عهد طفولیت کتاب الله خواند و به آن کلمات مرده را زنده گردانید و ابرار اکمه و ابرص
کرد و همه انبیاء و اولیا مظهر کلمات الله و محل خطاب او بیند بلکه همه ذرات کائنات و اجزای
عالم ناطق به ثنای حق و شاهد بر کمالات الهی و مظهر کلمات نامحدود و نامتناهی وی
تعالی و تقدس اند چنانکه اگر هفت دریا سیاهی شوند و همه درختان قلم گردند همه ذرات
زبان باشند سیری نگردد ؎

همه ذرات آیات آمده اند   بر اثبات وجود او گواه اند
زبان حال هر یک گشته گویا   که موجود حقیقی لیس الا
کلام آخر همین فی صورت حرفست   که قانون بیانش نحو و صرف است
کلام البته موقوف زبان نیست   اگر خود زبان آنرا زبان نیست
وگر هم هست هر یک را زبانیست   بزیر هر زبان شیرین بیانیست
همه کس با زبان خویش گویاست   بعلمی کش خدا داده است داناست
هر آنچه کرد بر معنی دلالت   بود لفظی کلام از وے جهالت
باین معنی همه عالم کلامست   بگوش اهل دل زانسو پیامست
ز هر ذره شنو گر گوش داری   به آواز بلند اوصاف باری

فصل

بعد از ظهور عالم اجسام و انقضای دور نبوت انبیای کرام علیهما الصلوة والسلام

ولایت و زہادت و عبادت و ریاضت و مجاہدت کہ مطالع انوار معرفت و مخازن اسرار محبت و مظہر کرامات و مصدر خوارق عادت و اصحاب کلمات و عبارات ظاہر و اہل رموز و اشارات و احوال و مقامات ایں طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم و اظہر انوارہم

وصل

وچوں ایں انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا بر اطراف و اکناف ہندوستان تافتہ بر معمورہ دہلی کہ مرکز دائرہ ولایت و کرامت و قبتہ الاسلام دین و ملت ست قرار یافت جمعی کثیر و جم غفیر از طوائف انام و قبائل اہل اسلام از مشائخ عظام و علمای کرام و فصحای شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب و عجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند۔ و اطراف و اکناف ایں دیار کہ بہ ظلمت کفر و جہل تنگ و تیرہ شدہ بود بہ نور ایمان و علم روشن و کشادہ گردانیدند و کاتب سطور عصمہ اللہ اوقاتہ عن الضیاع و الفتور تذکرہ ملوک و امرا در تاریخ نامہ ایں دیار کہ مسمی بذکر ملوک[1] و متضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشایخ و صلحا در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع و اشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک۔ ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور ان کے ان ہمعصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ۔ جون پور۔ ملتان اور کشمیر وغیرہ ممالک میں برسر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھیئے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اڑتیسویں سال جلوس میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۲۰۶ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے۔

[2] اخبار الاخیار۔ ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے۔ سنہ ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام و تاریخ ایں کتاب عزیزہ گر کنی ذکر اولیا را حسن اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی رح کے عہد سے بانی تالیف کتاب تک دو سو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے بمقام میرٹھ مطبع ہاشمی سنہ ۱۲۷۷ھ۔ بمقام دہلی۔ مطبع محمدی سنہ ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی سنہ ۱۳۰۹ھ

از علما و شعرا بعد از حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چوں نام و نشان ایشان پیدا نیست و احوال و آثار تصنیفات و تالیفات ہویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثار نا تدل علینا　　　　فانظروا بعدنا الی الآثار

و اگرچہ میتواند کہ بوجود آمدہ باشد اما چوں باقی نماند و مشہور نشد حکم ہبا منثورا دارد و قبول و اشتہار نعمتی دیگرست کہ از اختیار بندہ بیرون ست سه

قبول خاطر آں در دست کس نیست　　　　بہ مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا اللہ مگر چندے کہ نام و نشان ایشان مذکور و تصانیف و تالیف مکتوب و مسطور است یکی ازاں افاضل کہ در زمان کرامت نشان سلطان[1] ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ کہ او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منہاج الدین[2] جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات[3] ناصری کہ بنام سلطان مذکور نوشتہ یادگاری برلے

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش۔ یہ بادشاہ ۶۴۴ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسر حکومت رہا ہے۔ طبقات اکبری صفحہ ۳۵ منتخب التواریخ طبع لکھنؤ صفحہ ۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ

[2] قاضی منہاج الدین۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار صفحہ ۸۷ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں شرقی شعبہ کے نمبر ۱۸۸۰ پر محفوظ ہے نیز ریورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پر منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

خود گذاشته است اگرچه در بلاغت و براعت چندان ید طولانی ندارد اما کلام او از اختصار و ایجاز بے گوشه متانت و پختگی نیست برخی از احوال وی از آنچه در ملفوظات شیخ مذکور ست در اخبار الاخیار مسطور است رحمة الله علیه

دیگر ضیاء برنی[1] صاحب تاریخ فیروز شاهی[2] که بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش ساله فیروز شاه نوشته است و تالیفها در رسالهاے دیگر نیز دارد[3] مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سره چیزی از احوال و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور ست رحمة الله علیه

(بقیه گذشته) نیمروز (۱۵) ذکر سلاطین کردیه (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاهیه (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین شمسانیه (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں - ریورٹی نے پہلے چند طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۱ء تک لندن میں طبع ہوا ہے - ڈاکٹر الیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے (۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳) ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں -

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی - اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کرکے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا ہے - خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوے -

[2] تاریخ فیروز شاہی - طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے - ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اسکی تصحیح کرکے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے -

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں - مآثر السادات - حسرت نامہ - تاریخ آل برامکہ وغیرہ آخر الذکر کتاب ۱۲۸۵ھ میں بمبئی میں چھپی ہے -

گوشہ غربت خمول افتادہ وازمدح وذم ورد وقبول واعتقاد وانکار خلق دم بستہ وخود زباں کشادہ ذکروی نیز در اخبار الاخیار کردہ شدہ است ونقلی چند از سلک سلوک کہ از میاں تالیفات وی در بیان سخنان ایں قوم بدل نزدیک تراست ایراد یافتہ ودر بداول

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں طوطے کی کہی ہوی باون کہانیاں مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔

فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوے ہیں (۱) از شیخ ابوالفضل علامی اس کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے فن قصص ۱۲۵ (۲) از سید محمد قادری بہ سنہ ۱۸۰۱ء میں بہ مقام کلکتہ اور سنہ ۱۸۱۰ء میں بہ مقام لندن چھپا ہے۔

مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (سنہ ۹۲۶ و سنہ ۹۷۴ھ) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو سنہ ۱۰۴۹ھ میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے سنہ ۱۰۶۶ھ میں کیا ہے۔

(۳) انگریزی میں جیرانس نے ترجمہ کیا ہے جو سنہ ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوے ہیں۔

(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ سنہ ۱۱۴۲ھ میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل گرسٹ کی فرمائش سے سنہ ۱۲۱۶ھ میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

مردی بود شہاب[۱] مہمرہ در اشعار امیر خسرو ذکروی آمدہ است کہ او را تقدم گونہ ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ

و دریں زمانہ از سخناں وی چیزے مشہور نیست۔

تاج ریزہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زماں سلطان علاء الدین بود و القاب فضائل نمود و اکثر فضلائے عصر بروی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ نیز در آوان طالب علمی نزد وی مقامات حریری خواندہ گفتہ است ؎

صدر اکنوں بکام دل دوستاں شدے	مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی محط رجال افاضل و مجمع فضلائے کامل بود با وجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ آں مرد بایں طائفہ داشت خاصیت آں زمان چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ و الغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلا ئیڈوین نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ سنہ ۱۸۱۰ء میں کلکتہ میں چھپا ہے۔

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔

[۱] شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں آکر بدایون میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے استاد تھے۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے۔

در بدایون مہمرہ سرمست برخیزد ز خواب	گر برآمد غلغلہ مرغان دہلی زیں نوا

شیخ عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید بھی نقل کئے ہیں۔

[1] امیر خسرو سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی آنچہ او را اطوار سخن در اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست دادہ کم کسی را دادہ باشد شعر بسیار گفتہ اما انتخاب نمودہ و دواوین متعدد جمع کردہ و ترتیب دادہ است [2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ اشعار من از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و امیر حسن [3] اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور ص ۱۵۱ اخبار الاخیار ص ۹۶ بہارستان جامی ص ۹۳ میخانہ ص ۵۵ ہفت آسمان ص ۹۳ خزانہ عامرہ ص ۲۰۹ سفینۃ الاولیا ص ۹۵ نتائج الافکار ص ۱۷۱

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کیے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیوٰۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو چونتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ابرع عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۳۰۵ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے "اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و متداول نہیں ہوا تھا۔

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھیے کتب ذیل میں۔ اخبار الاخیار ص ۹۸ تذکرہ دولت شاہ ص ۱۲۲ بہارستان جامی ص ۹۶ نتائج الافکار ص ۱۱۱۔ ان کا دیوان گذشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

سلطان فیروز بنام تاتارخاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندہپتی[1] ست و بعضی گویند ایں تاتارخاں کہ ایں کتاب بنام اوست از امرائے علائی بود واللہ اعلم

و یکی از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلائے ایں وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] باوجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۵ تا ۹۹ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علا الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صد ۲۱۱

[1] اندپہتی۔ اندھپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قرب وجوار میں آباد تھا تاریخ فیروزشاہی صد ۱۳۴

[2] مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کر کے کالپی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صد ۱۳۹ ماثر الکرام صد ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند صد ۵۸

[3] قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صد ۱۴۲۔ سبحۃ المرجان صد ۲۹ ماثر الکرام صد ۱۸۳۔ تذکرہ علمائے ہند صد ۱۳۳

شعر فارسی اوست و لامیۃ العجم که قصیده[1] مشهور است و فصحا و بلغاے عجم و عرب به معارضه آں دست زده وی نیز به معارضه آں ایستاده از عهده آں بر وجه احسن برآمده است و مولانا احمد تهانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفته و قصیده والیه وال ادات بر فضل و بلاغت وی و اینها همه در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاه که او را ختم بادشاهان هند میگویند و بعد از وی مجموعه سلطنت ایں دیار قطعه شده و مانند ملوک آفاق در هر ناصیه بادشاهی پیدا آمده در زمان سلطان ابراهیم[3] شرقی که در جانب جونپور پیدا شد قاضی شهاب[4] الدین زاولی دولت آبادی که شهاب ثاقب و کواکب دری

۱؎ لامیۃ العجم - عربی زبان کا مشهور قصیده ہے جسے موید الدین اسمٰعیل بن حسین بن علی محمد الکاتب الطغرائی المتوفی ۵۱۵ھ نے ۵۰۵ھ میں به مقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت اور زمانه کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۲۴۲

۲؎ مولانا احمد تهانیسری - مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی - قبر آپ کی قلعه کالپی میں واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۲ سبحۃ المرجان ص ۳۶ ماثر الکرام ص ۱۸۶ تذکره علمائے ہند ص ۱۰

۳؎ سلطان شمس الدین ابراهیم بن مبارک شاه - جونپور کی سلطنت شرقیه کا تیسرا حکمراں ۸۰۴ھ سے ۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ذی علم اور علم دوست و فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے دیکھئے تاریخ فرشته جلد ۲

۴؎ قاضی شهاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی عبد المقتدر الشریحی - وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ به مقام جون پور مسجد سلطان ابراهیم کے جانب جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص ۱۴۳ - سبحۃ المرجان ص ۳۹ ماثر الکرام ص ۱۸۸ تذکره علمائے ہند ص ۸۸

ایں دیار است پیدا شد و او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچہ دراں زمان دیگر علماء ہم بودند اما قبولی و شہرتی کہ او را حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات دارد آثار موسوم بسمت قبول و اشتہار مثل حواشی[1] کافیہ کہ منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد[2] و بدیع البیان[3] و جز آں و بر بزدوی[4] نیز شرحی دارد ناتمام و تفسیری دارد مسمی بہ بحر مواج[5] بعبارت فارسی کہ در رعایت سجع تکلفہا نمودہ و بجہت آں الفاظ

---

[1] حواشی کافیہ۔ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ٦٤٦ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم صفحہ ۲۵ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (١٦٥) پر موجود ہے۔

[2] ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ١٣٠٩ھ میں حیدرآباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ١١٨٩ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ٥ پر محفوظ ہے۔

[3] بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے۔ سبحۃ المرجان صفحہ ٣٩ مآثر الکرام صفحہ ١٨٩

[4] شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ٤٨٢ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

[5] بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ١٣٥ تا ١٣٨ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ٩٦ و ٢٩٨ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورہ بقر کی تفسیر ہے ١٢٩٧ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

وبلاغتی نیست دیوانی دارد، در قصاید که دریں روزگار کمیاب بلکہ نایاب ست در اخبار الاخیار چند بیت از وے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ شدہ است و در ہمان جزو زمان مغیث ہانسوی[1] نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت لبقی داشت در بیان صنائع و بدایع رسالہ دارد امشہور نیست و ذکری ازیں مرد نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔

دیگر ظہیر دہلوی[2] بود کہ شیخ جمالی اورا ظہیر میخواند بجہت عدم رطوبت سخن وی و ایں شیخ جمالی[3] در زمان سلطان سکندر لودہی و نصیر الدین ہمایون بادشاہ و از اکابر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ ص۲۶

۱؎ شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار ص۔ محمد بن قوام بن رستم لمخی نے ۹۵۱ھ میں مخزن الاسرار نظامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اس زمانہ میں علم وفضل میں بے نظیر اور معانی و بیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اس سے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔

۲؎ مولانا ظہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ) کے درباری شعرا سے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرا‌ے خواندن کند در ہندوستان برنخواست۔ منتخب التواریخ ص۲۷ و ص۴۳

۳؎ مولانا جمالی دہلوی۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودہی کے ندیمان خاص تھے انھوں نے عرب و ایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایون بادشاہ کے زمانہ میں ۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ سیر العارفین کے نام سے ہندوستان کے مشائخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی سے

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیده و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمهر و ماه و بعد از وی پسر وی حیاتی[1] فطرت و سلیقه درست داشت اگر درین زمان می بود در شعر سر آمد روزگار می شد میگویند که تاریخی نوشته بود بنام سلیم شاه مصنوع مطبوع که باقی نماند و در زمان ما قریب باین زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[2] بودند که سیفی تخلص میکردند و درمیان اقران خود از اهل هندوستان در سلامت سخن و درستی زبان ممتاز بودند و رفتن آن عزیز از سرای سپنج مطابق آن بیت ست که میر خسرو در مرثیه پدر خود گفته است

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند   دریا روان شد و دُر یتیم ماند

وایشان را رسایل ست بر طریقه تصوف و توحید و اشعار بسیار بود که اگر مقید بجمع و تدوین آن می شدند دیوانی بهم میرسید ولیکن بے توجهی و بے تعلقی ایشان بمراسم عرف و عادت بران داشت که مقید بر آن نشدند و بر مشرب ایشان فنا و توحید غالب بود جمله از احوال ایشان در خاتمه اخبار الاخیار مذکور است از انجا بر حقیقت حال که ممکن نیست اطلاع بران مطلع میتوان شد و عم بزرگوار این خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشد شیخ سماء الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۳۱۲ میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبدالقادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صہ ۲۱۲ منتخب التواریخ صہ ۸۶ و صہ ۸۷ تاریخ فرشتہ جلد اول صہ ۱۸۱ محبوب الالباب صہ ۳۲۴ تذکرہ علمائے ہند صہ ۴۲

[1] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبدالحی ہے ۹۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۵۹ھ میں انتقال کیا اخبار الاخیار صہ ۲۱۸

[2] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال سنہ ۹۴۹ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تکملہ اخبار الاخیار صہ ۲۹۳ تا صہ ۲۹۴

شیخ رزق اللہ[1] مشتاقی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مردی کامل مستقیم و سالک طریق قویم بود و از اہل عشق و محبت بود و بزبان فارسی و ہندوی سخنان دل پسند دارند و بیان ایشان کہ بزبان ہندلیست مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ در احوال سلطان بہلول لودہی و غیر اوست تصنیف ایشان است و در فارسی مشتاقی تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین و مولانا علی احمد نشانی[2] نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علماء و فضلا و شعرا درین شہر و شہرہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشان طولی دارد و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتہ نہ ذکر اسمار اشخاص و یکی از آنہا کہ درین عہد و زمان زبان شاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ است فیضی[3] آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رسانت سخن ممتاز

---

[1] شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۷۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۹۳ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں۔ جیوت آں اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم صفحہ ۵۳۴

[2] مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہرکنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ صفحہ ۳۳۳ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۰۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر اپنے توزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو توزک جہانگیری جلد اول صفحہ ۸۴

[3] شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری صفحہ ۱۵۹ شعر العجم جلد سوم صفحہ ۳۱

داری گفتم شهرم ازاں دارم که سخن در باب علم و فضل و علما و فضلا میرود و آنکه در هر دوری نوبت به کسی رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد و این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای بی پایه را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را نام و بکدام مناسبت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و خصیصهٔ کرام است من تواضع تواضع لله رفعه الله ولیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است آنچه راستی است بی تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشتهٔ انصاف سفت

اگر صدق داری بیار و بیا — براه تکلف مرو سعدیا

دیگر چند رچپیت من خود هم زبان و هم راز و همدم و هم ساز توام و هر چه از دل تو بر آید همه بر زبان من رفته و در ضمیر من گذشته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا بهتری شناسم و آنکه حاسهٔ فطرت وی سلیم ست و ذائقهٔ ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد یافت و داد انصاف داد رحم الله من انصف

بر سر هر نامه که آصف نوشت — قد رحم الله من انصف نوشت

و خود طالبان بسیار بوده و همه مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگری را حال بر عکس افتاده اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزی در کام وقت شیرین نیفتد زبان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست و لله الحمد که در سخن از جادهٔ دین بیرون نیفتاده و عنان بدست نفس و هوا نداده و اگر احیاناً بجهت غلبهٔ حال و انبساط وقت از من طغیانی و جوشی پیدا آمده و مستی سر برزده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق بدر شتی و نرمی مرا ازاں ورطه بیرون کشیده براه راست آورده در حاق وسط طریق مستقیم جاری گردانیده و این وصیت که مشایخ برای تو نوشته ولا یتکلم بالحقایق والرقایق بل بین للناس علم المعاملات و ما ینتسبون به عن العیوب بجای آورده سخن را از ابهام

و ابهام و شطح و طامات نگاهداشته و بخوض در کشف حقایق وجود و حقیقت ذات حق و صفات وی عز و علا جرأت و گستاخی ننموده و از دایرهٔ عبودیت بیرون نرفته و چون دیگران در مقام عزت جناب نبوت وادعا کمال به متابعت و تحلی با حوال شریف و اتصاف بصفات وی صلی الله علیه وسلم از طریق تادب باز نیفتاده و غرور و اعتماد بنفس در احوال و مقامات مقربان درگاه و بزرگان راه نه پیچیده و زبان از طعن و تنقیص عزیزان و بزرگان نگاهداشته از راه دیانت و احتیاط پای نکشیده در ورطهٔ گستاخی و خلاف فرو نرفته و اگر فضلا و شعرا دفاتر و دواوین در فنون شعر و مدح ملوک و امرا و در اطوال عشق بازی مجازی افسانه خوانی و قصه پردازی کرده در دام هزل و لهو و لعب افتاده اند تو باری کتب و صحائف در علوم شرعیه و تفسیر کتاب الله و شرح و احادیث رسول الله و نعت و منقبت انبیا و اولیا و حالات و مقامات و حکایات ایشان جمع کرده و بصراط مستقیم و طریقهٔ قویم دلالت و هدایت نموده در مهوای ضلالت و کو طبیعت فرو نرفته زدار و زد این انشاء الله کتاب را اصحاب الیمین بدست راست تو دهند و بخواندن کتاب الابرار که در علیین ست امر کنند آن زمان که چه خوانده و چه نوشته چنانکه امیر خسرو گفته است ؎

باش تا پرده برانداز و جهان از روی کار
آنچه امشب کردهٔ فردات گردد آشکار

و در قران السعدین خطاب بنفس خود کرده فرموده است **مثنویات**

نامهٔ عمرت بسوادی گذشت
عمر به بیهوده لن با دسے گذشت

سوخت دلت زین رقم دود خام
پخته نشد در پے سودائے خام

زانچه بگفتی به خطا و صواب
چون تت بپرسند چه گوئی جواب

این رقم امروز که سودائے تست
سلسلهٔ گردن فردائے تست

گیر که نقلت سخن از در کند
کس به درو فی چه تقاضا کند

تا بود اندر فن شعرت هوس — جز بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است — رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است — هر چه چنین ست چه نیکو کس است

دگفت قلم من میدانم که بعد از امیر خسرو رحمة الله علیه درین شهر و دیار آنچه از تو در کثرت تصنیف وجود و اشتهار یافته از دیگرے نشده فرق همین است که تصنیفات حضرت میر در شعر است و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اهل عالم باشعار مولع و مشغوف است اما حال خواص اهل دین بخلاف آن موصوف ست و شکر دیگر آنکه سخنان ترا گوارائے هست و کلمات ترا حلاوتی بخشیده اندکه در درون اهل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیرین می آید و برهان باطن برین بشارتیست که از زبان بعضے ناظران عالم غیب که خوانندگان صحیفه لاریب اند یافته و نشان ظاهر آنکه خواطر خواص از آن راضی و ایدی عوام به نوشتن آن متقاضی است بهر تقدیر آنچه از غیب است بے عیب است هر چه تازه است لذیذ است بیار آنچه میدانی و توکل علی الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی که قلم این سخنان خوش آمد آمیز من گفت چون روئے براستی داشت تاثیری کرد از خواب غفلتی و گم نامی که فرو گرفته بود قدری بیدار ساخت و بین النوم والیقظه چیزے حالتی دست داد گوش بر آواز وئے نهادم که چه میگوید و نکته و تفصیل سخن در نرفته و اول و آخر آن به تمام نه فهمیده این مقدار فرا گرفتم که دلی می دهد و همتی می بخشد نفسی بخود آمدم و خواستم که برخیزم و کمری بر بندم و در خانه وجود و موجود خود نگاه کنم مگر چیزے بیابم که پیشکش اصحاب کنم به قیاس عقل در رفته و حساب کار فهمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیه دریافتم که متاعی در خانه نیست که بر سر بازار توان

چند که آنرا تصنیفات و تالیفات نام می نهند بر روئے کار آرم و عدد آنها نشمارم و نامہاے
آن را بر صفحۂ اظهار به نگارم و آن را در رشتۂ تنسیق و ترتیب در آرم گفت این خود حرکات
و غرض از آن دل هم نیز همین بود این چندان کاری نیست و بر طبع از آن باری نه آن همه
نوشته گیر و نگاشته شما اکنون آرزو سے و خواهشی دیگر در دل راه می یابد که از گزشت
احوال خود چیزے بگوے و از مبادی حال تا اکنون که آخر صحبت است بخوانی که چه کردی
و کجا بودی و چه دیدی و چه نمودی اکنون و رچه فکری و چه خیال داری بگو اگر طاقت مجال
مقال داری ؎

سخن دوستان خوش است بگو — ناله عاشقان نکوست بنال

گفتم این سخن بے فائده و لاطائل است و موجب تضیع وقت و حکم تحصیل حاصل دارد
مجموع اوقات و احوال سه حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی پریشانی
پیری ناتوانی. طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی پستی ست و جوانی مستی و پیری
سستی مرا خود حاصل عمر همین دو نشاط بود. خردی و پیری و جوانی ندانم که چیست و متمتع
از جوانی کیست ؎

من ندانم که زندگانی چیست — کامرانی چه و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند — دل خوش در جهان کجا جویند
وصل با کام دل چه می باشد — کامیاب از جهان که می باشد
آنکه او دید چهرۂ مقصود — کیست در عالم و که خواهد بود
آنکه مقصود یافت در عالم — که بود نزد ما به اعلم

مجمل احوال فقیر درین فقره مندرج است دیوانی حقی که حیران و سرگردان راه
تنزل و ترقی است. مجبوری بود که چندگاه به تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون در
احاطه و احراز فنون کوشید و در آخر به مصداق الجنون فنون بے حوصلگی نموده هم بر سر

جنون رفت سه

قصه ام را مکن لے همدم عاقل تکرار — کاول و آخر او جمله جنونست و جنون
گر فنون جمله شد آن نیز جنونی بودست — بشنو از مردم عاقل که فنون است جنون

اگر اختصار کنند حاصل قصه عالم درین یک کلمه تمام است که گویند پیدا گشت
و ناپیدا شد بود و نابود شد نمودند و ربودند گفت حقیقت همین است که گفتی و گوهر راز در
رشته اختصار و ایجاز سفتی اما در سماع تفصیل حال سالکان و به مقصد رسیدگان عجب نیست
هر طالبان را که باعثه طلب را قوی گرداند و تازیانه ایست که مرکب شوق را نیز راند و گرنه آن
باشد باری بر هر تقدیر بر سامعه ترانه نوازد که دل را مشغول به آن سازد و گفت من می دانم که
عنایت و توفیق الهی دستگیر حال تو شده ترا در کارے داشته و از نعمتهاے نامتناهی
خود محروم نگذاشته است از عجب دریا برآمده و از شیوه خود ستائی و خود نمائی مطلق تهی شده
بگوی دور از کذب و مبالغه میپوی و اما بنعمة ربک فحدث گفتم تفصیل آن نیز در مواضع متعدد
مذکور و مسطور است مبادی احوال در خاتمه اخبار الاخیار که در ذکر مشائخ این دیار است و اوسط
در جذب القلوب که تاریخ مدینه مطهره است و منتها در زاد المتقین که در ذکر مشائخ حرمین
شریفین است و لیکن مجملی از آن به طریق اختصار و بعضی از انچه که دران کتب مذکور و مختار نشده
بیارم تا به ذکر این غرض که اعداد و ترتیب تالیفات ست اتصال و انجرار یابد ـ بدانکه چون
صانع پروردگار از اول فطرت این غریب خاکسار را به اشاره خاص مخصوص گردانیده بود ـ هم
در عنفوان جوانی که آوان نشو و نما و کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کرده و تکمیل
نموده و بعد از تحصیل و استفاده بدرس و افاده مشغول شد و همدرین ایام به توفیق و تائید
الهی به حفظ قرآن مجید مشرف شده و به جاذبه غیبی ترک دیار مفارقت اهل و عیال گفته
و در وادے طلب و غربت افتاده به موطن ارواح و مستقر قلوب که بیت رب العالمین و
درگاه سید المرسلین است روئے آورده و به انعام عام و خاص به طریق عموم و اختصاص

از آنحضرت مشمول و مخصوص گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف
شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوٰة والسلام بے واسطه نموده
و بشارتها به مقصو یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قرائت و خدمت علم حدیث رسول کریم
مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تمامه کتب احادیث و سائر علوم دینیه
از علماء کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصاً از حضرت شیخ اجل اکرم
اوحد و اعدل عبدالوهاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه و
فتوحه به تلقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به نعمتهاے بشارتها
از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتایج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت
در نشر علوم دینی و حصول هوا هیب یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود به وطن مالوف مامور
و مکلف گشت و هر چه بر زبان قلم من ازیں باب جاری شده همه از رشحات باطن و ظاهر
آن خاطر دریا مقاطر ست و ایں توالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدوم
برکت لزوم ایں سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یک دو
رساله دیگر در نحو و مناظره که تسوید آن پیش ازاں در اثنائے طالب علمی صورت یافته بود
و به تلخیص و ترتیب و تنقیح آن نیز بعد ازاں اتمام یافت و اکنوں ابتداز احصار توالیف سخن
تمام کنیم و چوں در اسامی آن رساله جدا مسمی به تالیف قلب الالیف بکتابه فهرست التوالیف
نوشته شده بود به همان صورت نقل کنم و چوں آن کتب و رسایل درهم بود بعضے به لفظ عربی
و پاره به زبان فارسی و صفت عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و هذا

تا مطالعہ کنند یا اکتساب نمایند و چوں در نظر دانش و بینش حقیری چناں می‌نمود کہ بکار آید و اگر بود در آنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم بعضی بلسان عربی و برخے بزبان پارسی و نہمہ کس کارآمدنی نہ فہرستی در تعداد آں نگاشتہ عرض داشتم تا ہرچہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق وقت موافق آمد بخدمت فرستم و بعد ازاں نیز ہر کس ازیں الواں کہ برمانده ام ہرچہ خوش دارد و فائدہ بر دارد و انا معترف بقلتہ بضاعتے و عدم استطاعتے و ضعف بالی و شتاتت حالی و قصور نظری و فتور فکری ملتمس از اہل فضل و ارباب کرم آنکہ عیوب و زلات ایں مسکین را بپوشند و در اصلاح و تصحیح آنچہ از خطا و سہو راہ یافتہ باشند بکوشند و ارجو من اللہ الکریم حسن القبول و نیل المامول او ستار عیب پوش و عذر نیوش و ہو الکریم الوہاب۔

۱۔ **فمنہا** لمعات التنقیح[1] فی شرح مشکاۃ المصابیح و ہو اجل و اعظم و اطول و اکثر ہذہ التصنیفات و قد جاء بتوفیق اللہ و تائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا نافعا فی شرح الاحادیث النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ و التحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ و تدقیقات بدیعۃ و فوائد شریفۃ و نکات لطیفۃ و احوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ قریبۃ من ثمانین الف بیت

۲۔ **و منہا** اسماء الرجال و الرواۃ المذکورین فی کتاب المشکاۃ اثنا عشر الف بیت و کسر

---

[1] لمعات التنقیح۔ امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و مکررات کو حذف کر کے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا۔ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد عبد اللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا ثانیاً رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُن کا حوالہ بھی لکھ دیا جن سے صاحب مصابیح انھیں اخذ کیا ہے اس ترتیب و تبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہو گئی اور اسے مشکوۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان سنہ ۷۳۷ھ کو اسکی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی۔ لمعات کمیاب ہے اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن حدیث ۳۰۱، ۳۰۲، ۸۳، ۱۰۳۴۔

۳- **ومنہا** اشعۃ اللمعات فی شرح المشکٰوۃ[1] شرح فارسی مشکٰوۃ است کہ در قدر و مرتبہ تلو شرح عربی است و در تنقیح و تہذیب و ضبط و ربط راجح و فائق و در حجم ضخامت زیادہ ازاں آں نیز بہ تائید و نصرت الٰہی سبحانہ شرحی نفیس لطیف مہذب مرغوب و مقبول آمدہ کتابت آں مقدار صد و سی ہزار بیت باشد۔

۴- **ومنہا** جامع البرکات منتخب شرح المشکٰوۃ مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ و عوائد عزیزہ در ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بر مضامین آں اقتصار کردہ و اختصار نمودہ شدہ است و کتابت آں مقدار سی و دو ہزار بیت باشد۔

۵ **ومنہا** مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین والابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چہل و دو ہزار بیت۔

۶ **ومنہا** مطلع الانوار الٰہیہ فی الحلیۃ النبویہ مقدار یکہزار بیت

۷ **ومنہا** ذکر اجازت الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ **ومنہا** اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ **ومنہا** فصول الخطب لجمیل اعمال الرجب

۱۰ **ومنہا** تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیہ قدس اللہ اسرارہم الصفیہ من الحکم علی ما صدر من اخبارہم عن احوالہم تحدیثاً بنعمۃ اللہ انہا من باب اکبر

[1] اشعۃ اللمعات۔ بزبان فارسی شاہ صاحب نے اپنے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے برٹش میوزیم میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اُس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے ۱۰۱۹ ہجری میں تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۲۷۷ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپ گئی ہے۔

[2] مدارج النبوت۔ یہ کتاب ۱۲۶۹ھ میں مدراس میں اور ۱۲۸۱ھ میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالمجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو منہاج النبوت کے نام سے ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

وغلبة الحال وبیان ان ہذہ الرسائل الاربعة مقدار ثلثة او اربعة آلاف تخمینا

۱۱۔ **ومنہا** الطریق القویم فی شرح الصراط المستقیم[1] نام اصل متن سفر السعادت است کہ مشہور میان مردم بہ صراط مستقیم شدہ ودر وقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور ومسطور شدہ بہمیں نام مسطور گشت، واگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافادہ فے شرح سفر السعادة نام نہند وکتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست، ومقصود وی درین کتاب آنست کہ اعمال شرعیہ حضرت نبوت را از عبادات وعادات باحادیث اثبات کردہ تصحیح نمودہ وبرود آں کار ہر آنچہ مخالف آں از مذاہب اربعہ واقع شدہ تصریح کردہ است پس در شرح تائید مذاہب اربعہ واثبات آں باحادیث خصوصا مذہب حنفی ومعارضہ کلام مصنف کہ ادعائے صحت احادیث موافق مدعائے خود نمودہ در رد وبطلان برخلاف آں کشیدہ است کردہ شد وایں حکایت در دیباچہ کتاب بہا تر ازیں گفتہ شدہ است کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقہ فقہ وحدیث مقدار کتابت وی قریب سی ہزار بیت خواہد بود

۱۲۔ **ومنہا** جذب القلوب الی دیار المحبوب[2] تاریخ مدینہ مطہرہ در بیان اسماء وفضائل ومناقب ایں بلد کریم واحوال ساکنان وی از زمان قدیم وذکر فضائل مسجد شریف ومقامات متبرکہ واحکام وآداب زیارت قبر شریف واقامت درآں عالی مقام درجوع بوطن بالخیر والسلام وبسط کلام در اثبات حیات انبیا علیہم السلام وذکر فضائل وآداب صلوة بر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

[1] سفر السعادة شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الفیروزآبادی المتولد ۷۲۹ھ بہ کازرون والمتوفی ۸۱۶ھ کی تصنیف ہے شیخ صاحب کی شرح ۱۸۸۷ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اور ضخیم کتاب ہے

[2] جذب القلوب۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبدالحق بن غلام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۶۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۸۴ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است فرمودہ اند دہ ہزار بیت

۱۶۔ **ومنہا** الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیۃ ذکر فیہ ثمانیۃ رجال من عظمائہم وعلمائہم باعث بر تصنیف این رسالہ و تحصیل این سعادت و قوع ذکر این اعزہ بود در رسائل این فقیر نقل کلمات و حکایات ایشان چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف و فواید شریف و سخنان غریب از انفاس یقینیہ این قوم دارد کہ بغایت نافع و سودمند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷۔ **ومنہا** زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل متبع علی متقی و خلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبدالوہاب متقی قدس اللہ سرہما و بعضی دیگر از مشائخ از دیار عرب و عجم و اہل حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفا و تعظیما رسالہ ایست بسے مفید و نافع مر قاصدان صراط مستقیم و سالکان طریق قویم را درین رسالہ تقریب بعضے احوال این غریب و تشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸۔ **ومنہا** اخبار الاخیار فی احوال الابرار[1] در ذکر احوال مشائخ و علما و صلحاء این دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود و متوسط دوازدہ ہزار و منتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار و کسری و مثبت درین مجموعہ نسخہ متوسط است و این اول تصنیفے است کہ رقم زدہ کلک این مسکین شدہ است اگرچہ بحسب لفظ و عبارت نہ در آن مرتبہ است ولیکن بسبب اشتمال بر احوال و حکایات و کلمات بزرگان بغایت شیوع و اشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹۔ **ومنہا** تاریخ سلاطین ہند[2] اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود و بعد از ضم احوال سلاطین اکناف و اطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

---

[1] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

[2] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

ہزار بیت و چیزی رسید و مسمی بذکر ملوک کہ متضمن تاریخ اوست گفت

۲۰۔ ومنہا تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارہ بالجنۃ لغیر الاصحاب المشہورین بالعشرۃ المبشرۃ وعدم انحصارھم بہا وبیان سبب انتہار ہم بذلک وعدۃ مباحث متعلقہ بہذا الباب مع ذکر شئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب وایراد نبذۃ من فضائل اہل بیت الرسالۃ سلام اللہ علیہم فی خاتمۃ الکتاب واللہ الملہم للصواب والیہ المرجع والمآب زہا ثلثۃ آلاف بیت

۲۱۔ ومنہا جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوا الدین جمعیت فیہ مقاصد مختلفہ فی ابواب العلم وارجوا من اللہ ان یوفقنی بشرحہا از خیر موفق ومعین مقدار ہشتاد بیت

۲۲۔ ومنہا ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین

۲۳۔ ومنہا المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ العلی ہزار و پانصد

۲۴۔ ومنہا ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد این عمل عظیم الشان وذکر صیغ ماثورہ در آں وذکر صلوات منقول از بعضی مشائخ عظام علیہم التحیہ والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود بعد ازاں ضعیفین آں ہدر گشتہ۔

۲۵۔ ومنہا الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالہ حوت توجیہات التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی الکریم اللّٰہم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم جمعتہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البین من الصلوٰۃ والورد والدعاء مقدار اربعمائۃ بیت وکسر

۲۶۔ ومنہا تحقیق ما ثبت بالسنۃ من الاعمال فی ایام السنۃ اوردت فیہا الاحادیث

---

[1] یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوی ہے ۔ مولوی سبحان بخش نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے ۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے ۔

الواردة فیہا جاء فیہ من الاعمال فی الایام والاشہر ولیالیہا مثل الصلوۃ والصیام فی یوم عاشورا ولیلۃ النصف من شعبان وغیر ذلک من الزمان صحاحا وحسانا وضعافا وموضوعات نحو من الفی بیت او اکثر قریب من ثلثہ

۲۷ ومنہا التعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی[1] علی ربع الجزء الاول نحو من عشرۃ الاف ونسال اللہ التوفیق بان یضاف علیہ ان شاء اللہ من غیر تکلف واعتساف

۲۸ ومنہا ہدایۃ الناسک الی طریق المناسک رسالہ ایست مضبوط منقح کہ زبدہ مناسک حج وآداب زیارت بجہت سالکان این راہ وقاصدان این درگاہ ذکر کردہ شدہ نزدیک بدو ہزار بیت

۲۹ ومنہا رسالہ نوریہ سلطانیہ دربیان قواعد سلطنت واحکام وارکان واسباب وآلات تحصیل آں واوضاع وآداب ایں امر عظیم الشان قرین باسم سامی سلطان آں وقت وملک الزمان خلد اللہ فی مراضیہ ملکہ وسلطانہ واعلا امرہ وشانہ نزدیک بہ ہزار بیت

۳۰ ومنہا آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[2] من اللہ دربیان آداب اکل وشرب ومنام ومعاشرت ومصاحبت باصناف انام از ازواج واولاد واصحاب وخدام مقدار سہ ہزار وپانصد بیت

۳۱ ومنہا مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین درجمع میان شریعت و حقیقت وذکر بعضے از اوضاع وافعال مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم ومواخذہ فقہا برایشان وجواب وتوجیہ از اں رسالہ ایست مفید ونافع درتحصیل اعتقاد صحیح وحق صریح خالی از خوکش عبارتی وحسن بیان نیست مقدار ہزار وپانصد بیت

---

[1] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل مراد ہے۔

[2] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

الانی القدم العدم
الرسالۃ الخامسۃ والاربعون اظہار الحسرۃ والاستبعاد بہ تقصیر النفس فی اصلاح المبدا والمعاد
الرسالۃ السادسۃ والاربعون حرقۃ الجنان بہ تمنی الکشف والعیان
الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بہ بیان الذوق فی مقام الاطلاق
الرسالۃ الثامنۃ والاربعون حراستۃ الایمان من مکاید الشیطان
الرسالۃ التاسعہ والاربعون توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب
الرسالۃ الخمسون تنبیہ اہل الفکر علی رعایۃ آداب الذکر
الرسالۃ الحادیۃ والخمسون تذکرۃ اہل الذکر بہ بیان فضیلۃ الذکر علی الفکر
الرسالۃ الثانیۃ والخمسون الاعتصام بہ حبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب للذات والشہوات
الرسالۃ الثالثۃ والخمسون تسویتہ الادانی والاعالی بالخوف والسکوت فی حضرت اللالی
الرسالۃ الرابعۃ والخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآۃ جمال الاغنیا
الرسالۃ الخامسۃ والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب الارواح
الرسالۃ السادسۃ والخمسون تحصیل الغنائم البرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات
الرسالۃ السابعۃ والخمسون ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی تعزیتہ ولد معاذ بن جبل
الرسالۃ الثامنہ والخمسون ایراد العبارات بہ لسان اہل الاشارات
الرسالۃ التاسعۃ والخمسون طلاقۃ اللسان بشکایت حال الفراق والہجران
الرسالۃ الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔
الرسالۃ الحادیۃ الستون توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفا اہل الزمان۔
الرسالۃ الثانیۃ الستون طلب الغور فی ذکر باعث سفر لاہور
الرسالۃ الثالثۃ الستون سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ
الرسالۃ الرابعۃ الستون تسلیۃ السایل بہ بیان المسایل

الرسالة الخامسة الستون وجدان البرد باستشمام الورد
الرسالة السادسة الستون جمع کلمات العارفین من اہل الصدق و الیقین
الرسالة السابعة الستون الرد علی الدعاء و الباطلة التی صدرت لبعض النفوس الساحطلة

عدد این کتب و رسائل که بر صفحهٔ بیان نگاشته آمد از سی متجاوز است و شمار این رسایل از شصت بالا اگر اینها را جدا جدا بشمارند و رسم دکان داری درمیان آرند دالے که عدد آن به چند رسد و ہنوز سلسلهٔ سخن دراز است و در فیض الٰہی بازی کجا رسد و بکجا رساند اگرچه درین ایام قوت طبیعت بشری در ذبول ست و علوم و وفور روزے بر ہجوم دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر ست والله اعلم تا آخر کار چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند میتوان گفت که از چہار صد ہزار بیت بیشتر ست و از پانصد ہزار کمتر و اگر حساب را تمام از پردهٔ اجمال و ابہام بر آرند چہار صد و شصت ہزار بشمارند و چون اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعه بسه قسم انقسام یافت و ہر قسمی در حکم دفتری و جلدی اقسام و ارتسام پذیرفت و اگر این ہمه را یک صحیفه سازند و در یک جلد شیرازه به بندند بشک در نظر عرف و عادت از دائرهٔ مناسبت و ملائمت بدر افتد و بر داشتن بار آن بر دست طبیعت گران آید و چون اطوار سخن متنوع و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازین جہت تالیف و ترتیب در سه دفتر نہاده شد کتب و رسایل عربی در ہر فن و ہر باب که باشد جدا جمع کرده شد و آنچه بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق این تقسیم و تفصیل این اجمال در خطبهٔ دفتر عربی مبین شده است و مجموعه اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ که در آن دفتر مکتوب ست چہل و ہشت چنانکه در دوائر که بر پشت دفتر کشیده شده ارتسام یافته است و عدد آنچه درین قسم ثانی مکتوب است ـ سیزده و آنچه در دفتر ثالث ارتسام یافته چہار و مجموع شصت و پنج عدد رسائل که اجزاء کتاب و ارسال المکاتیب و الرسایل ارباب

الکمال والفضائل شصت وهفت، واگر آنها را جدا جدا شمارند صد وسی ودو گردد و عدد ابیات معلوم شد که قریب به پانصد هزار و اند ست اگر چیزی ازان به مرتبهٔ قبول یافت الحمد لله واگر نه هیچ مقصود رضائے حق و عطائے اوست. انی لا اضیع عمل عامل منکم بشارتی می بخشد و الا لله الدین الخالص کمر می شکند والایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفد وما عند الله باق والعاقبة بالخیر ان شاء الله الخلاق۔

تمام شد